بعثتِ رسول اکرمؐ کے اہداف و مقاصد قرآن و سنت روشنی میں

نصراللہ فخرالدین[1]

خلاصہ

تمام انبیائے کرام خصوصا رسول اکرمؐ کی بعثت کے اہداف و مقاصد کا ذکر قرآن مجید کی بہت سی آیات اور معصومینؑ کی احادیث میں آیا ہے۔اس کے علاوہ ایک طرف انسان کی حس اور عقل تمام حقیقتوں کو درک کرنے سے قاصر ہیں تو دوسری طرف پروردگار عالم پر لازم ہے کہ انسان کی ہدایت اور اسے کمال اور سعادت ابدی تک پہنچانے کے تمام راستے بیان کرے لہٰذا پروردگار عالم نے انبیاء کو مبعوث کرنے کا سلسلہ کتابوں اور شریعتوں کے ساتھ جاری کیا۔ انبیاء کرامؑ مخصوصاً رسول اللہؐ کی بعثت کا سب سے اہم ہدف توحید کا پرچار ہے اس کے علاوہ انسانوں کی تعلیم و تربیت، تزکیہ نفس، لوگوں کو طاغوت اور ظلم سے نجات دلانا، معاشرے میں عدل وانصاف کا قیام،انسان کو کمال اور سعادت ابدی تک پہنچانا اور ظلمت و تاریکی سے رہائی دلانا۔ رسول اکرمؐ کے فلسفہ بعثت میں شامل ہیں۔آپ ﷺ کی پوری زندگی انہیں اہداف و مقاصد کے حصول میں گزری۔ہم قرآن و سنت کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے اہداف کو جاننے کی کوشش کریں گے۔آپ کی بعثت کے مقاصد سے آگاہی ہماری زندگیوں میں انقلابی تبدیلیاں لانے کا باعث بنے گی۔ نبی اکرم ﷺ پوری زدگی انہیں مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔

کلیدی الفاظ: بعثت، رسول اکرمؐ، اہداف و مقاصد، اسلامی، معاشرہ

مقدمہ

پروردگار عالم نے اس وسیع و عریض کائنات کو بنانے کے بعد اس کے اندر مختلف قسم کی مخلوقات کو بسایا ان تمام میں سے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر خلق فرمایا۔ باقی تمام چیزوں کو انسان کی خاطر بنایا اور انسان کو پروردگار عالم نے خود اپنی عبادت کی خاطر۔ اسی لیے حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے:

[1] ۔ کارشناسی ارشد قم المقدس ایران

"خلقت الأشياء كلها لک و خلقتک لی"[1] یعنی چاند، ستارے، دریا، کہکشاں، زمین و آسماں، چرند پرند، سب کے سب کو تمہاری خاطر خلق کیا ہے اور تمہیں اپنے لیے کیا ہے۔ اسی مطلب کی طرف سورہ ذاریات میں بھی اشارہ ہوا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[2]

اور میں نے جن وانس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔

یعنی میں نے جنّ وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ چونکہ نسل انسانی کو قیامت تک باقی رہنا ہے؛ اس لیے پروردگار عالم نے ہر دور کے انسان کو اوج کمال تک پہنچانے کے لیے مختلف طریقوں سے اپنے دستورات کو بھیجا اور ان دستورات کو سمجھانے اور نافذ کرنے کے لیے اپنے منتخب بندوں کو بھی ساتھ مبعوث کیا۔

بعثت کی ضرورت کے بارے میں آیت اللہ مصباح تین مقدمات بیان کرنے کے بعد اس نتیجے کو بیان فرماتے ہیں:

> حکمت الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ راہ تکامل کی پہچان کے لیے حس و عقل کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ انسان کے اختیار میں ہونا چاہیے، تاکہ انسان براہ راست یا ایک یا چند واسطہ کے ذریعہ اس سے مستفید ہو سکے۔۔۔[3]

انبیاء اور کتابوں کے بھیجنے کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر رک گیا، پروردگار عالم نے آپؐ کو قرآن کریم دے کر خاتم الانبیاء قرار دیا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نمونہ عمل اور اسوہ قرار دے کر مبعوث فرمایا۔ اب آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی کتاب آئے گی۔ آپؐ کی بعثت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ"

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس

---

[1] ۔ حدیث قدسی

[2] ۔ سورہ ذاریات، آیت/۵۶

[3] ۔ مصباح یزدی، درس عقائد، ص ۲۳۴

کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

وہی ذات ہے جس نے انہی امیین میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا تاکہ وہ ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرے اور ان کا تزکیہ کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اگرچہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ امیر المؤمنینؑ رسول اکرمؐ کی بعثت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"إلى أن بعث الله سبحانه محمدا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لإنجاز عدته، وإتمام نبوته، مأخوذا على النبيين ميثاقه ...وأنقذهم بمكانه من الجهالة"

۲۔ وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

یہاں تک کہ مالک نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور اپنے نبوت کو مکمل کرنے کے لیے حضرت محمدؐ کو بھیج دیا جن کے بارے میں انبیاء سے عہد لیا جا چکا تھا اور جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔ اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے۔ کوئی خدا کو مخلوقات کی شبیہ بتا رہا تھا۔ کوئی اس کے ناموں کو بگاڑ رہا تھا اور کوئی دوسرے خدا کا اشارہ دے رہا تھا۔ مالک نے آپ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور جہالت سے باہر نکال لیا۔[2] اس مختصر مقالے میں رسول اکرمؐ کی بعثت کے اہداف و مقاصد کو مفصل بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا ہم مختصر طور پر چند اہداف و مقاصد کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

---

[1]۔ سورہ جمعہ: ۲

[2]۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، خطبہ ۱

توحید کا پرچار

بنیادی ترین فلسفہ بعثت رسول گرامی وانبیاء ماسلف توحید کا پرچار ہے؛ یعنی دنیا کے کونے کونے تک یہ بات پہنچانا کہ اس کائنات کا بنانے اور چلانے والا صرف ایک ہی ذات ہے جو تمام امور پر احاطہ رکھتی ہے، وہ قادر مطلق ہے اور کائنات میں مستقل طاقت صرف اسی کی ہے۔ اس کے علاوہ تمام طاقتیں اسی کے ماتحت ہیں۔ اس کے اذن کے بغیر کائنات میں ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ انبیاء آکر یہ تمام معارف لوگوں تک پہنچائے اور لوگوں کو سمجھایا کہ کوئی معبود اگر لائق عبادت و پرستش اور قابل حمد و ثنا ہے تو اس کی ذات کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ امیر المؤمنینؑ اس بارے میں اس طرح فرماتے ہیں:

> فبعث الله محمدا ﷺ با لحق ليخرج عباده من عبادة الأوثان إلى عبادته، و من طاعة الشيطان إلى طاعته ----

> پروردگار عالم نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں۔

اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں اور اس کے منکر ہیں تو اقرار کر لیں اور ہٹ دھرمی کے بعد اسے مان لیں۔[1]

اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے پہلا نعرہ یہی بلند کیا کہ قولو لا إله إلا الله تفلحوا اور اسی شعار کے سائے میں آپ ﷺ نے عرب کے ان مشرکوں کو جو اپنے ہاتھوں کی بنائی مخلوق (بت) کو خالق سمجھتے تھے، خالق حقیقی سے آشنا کرایا اور اس بت پرست معاشرے کو ایک الٰہی معاشرے میں تبدیل کیا۔ اس بارے میں امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

> انبیاء کے تمام مقاصد کا مرجع فقط ایک ہی کلمہ ہے اور وہ معرفت اللہ ہے، باقی ہر چیز اسی کے لیے مقدمہ ہے۔ اگر عمل صالح کی طرف دعوت دی گئی ہے، یا تہذیب نفس کی طرف دعوت دی گئی ہے، اسی طرح معارف کی طرف بلایا گیا ہے تو ان سب کا مرجع وہ اصلی نقطہ ہے جو تمام انسانوں کی فطرت میں ہے؛ یعنی

---

[1] ۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، خطبہ ۱۴۷

حجاب کو اٹھادیا جائے تاکہ انسان اس تک پہنچ جائے اور وہ معرفت حق (معرفت الٰہی) ہے۔[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو بت پرستی سے نکال کر خداپرستی تک پہنچانے والا اور اطاعت شیطان سے بچاکر عبادت رحمان کے راستہ پر لگانے والا قرآن سے بہتر کوئی نظام نہیں ہے جس نے تعلیمات کے ساتھ بشارت اور انذار کے تمام اسباب جمع کر لیے ہیں اور پیغمبر اکرم ﷺ نے اسی نظام کے ذریعہ عالم بشریت کو صراط مستقیم پر لگا دیا ہے اور لوگوں کو اپنے خود ساختہ اور عاجز خداؤں کی پرستش سے نکال کر معبود حقیقی سے آشنا کرایا اور بتادیا کہ تمہارا خدا وہ ہے جو لیس کمثله شيئ ہے۔ جو لم يلد ولم يولد ہے۔ جو عليم بذات الصدور ہے۔ جو بما تعملون خبير و بصير ہے۔ جو على كل شيئ قدير ہے۔

عبادت واطاعت الٰہی

انبیاء اور خاص طور پر رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا ایک اہم فلسفہ لوگوں کو شیطان پرستی، نفس پرستی، بت پرستی، مال و دولت پرستی، شہوت پرستی، شہرت پرستی اور دنیا پرستی سے نکال کر خدا پرستی کے راستے پر لگا دینا ہے اگرچہ اس راہ میں انہیں بہت ساری مشکلات کا سامنا ہوا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو بہترین طریقے سے انجام دی اور کچھ لوگوں نے ہدایت حاصل کی اور کچھ لوگ ہٹ دھرمی کی وجہ ان کے دلوں پر اللہ تعالی نے مہر لگادی اور ہر قسم کی وعظ و نصیحت سے محروم ہوگئے۔ یوں اطاعت الٰہی کے بجاے شیطان کی اطاعت میں غرق ہو کر شیطان کا آلہ کار بن گئے اب انہیں کی زبان سے شیطان بولتا ہے انہیں کی آنکھوں سے شیطان دیکھتا[2] ہے، اعضاء و جوارح انہیں کے ہیں لیکن کام شیطان کا ہے اس طرح مکمل طور پر شیطان کی بندگی میں آچکے ہیں۔

---

[1]۔ آئین انقلاب اسلامی صفحہ/۱۰۵

[2]۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، خطبہ ۷

قرآن مجید میں پروردگار عالم نے جن وانس کی خلقت کا سب سے اہم ہدف اور مقصد اپنی عبادت و اطاعت قرار دی ہے[1] لہٰذا انبیاء مخصوصا رسول اکرمؐ کی بعثت کا بھی ایک اہم ہدف بندوں کو اس اہم مقصد سے آشنا کرانا اور انہیں اللہ کی عبادت اور اطاعت کے سائے میں لانا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ---"

اور بتحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو۔۔۔[2]

چونکہ طاغوت کا وجود ہر زمانے میں ہے اس لیے پروردگار عالم نے لوگوں کو طاغوت کی بندگی سے نکال کر خدا کی بندگی کی طرف لانے کے لیے ہر زمانے میں اپنے خاص بندوں کو محکم قوانین کے ساتھ مبعوث فرمایا اور انبیا کے بعد ائمہ اور پھر علمائے حق قیامت تک اس عظیم ذمے داری کو نبھائیں گے۔

تعلیم و تربیت

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا ایک اہم ہدف اور فلسفہ تعلیم و تربیت ہے؛ یعنی لوگوں کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانا اور ان کی تربیت کرنا؛ کیونکہ تربیت کے بغیر صرف تعلیم کافی نہیں ہے۔ تعلیم و تربیت ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ تربیت کے بغیر تعلیم ایسی ہے جیسے دیوانے کے ہاتھ میں شمشیر اور چور کے ہاتھ میں چراغ، جس طرح دیوانہ شمشیر سے فائدہ اٹھانے کے بجائے نقصان اٹھا سکتا ہے اور چور جب چراغ کے ساتھ آئے تو سب سے زیادہ قیمتی چیزیں اٹھا سکتا ہے اسی طرح تربیت کے بغیر تعلیم بھی بجائے اس کے کہ معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوں، مضر ثابت ہوسکتی ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم   کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

لہٰذا تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے پروردگار عالم نے اسی ہدف کو سورہ جمعہ کے اندر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

---

[1]۔ سورہ ذاریات، آیت ۵۶

[2]۔ سورہ نحل، آیت ۳۶

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ"[1]

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

لہٰذا انبیاء انسان کو انسان بنانے کے لیے تشریف لائے ہیں اور تعلیم و تربیت ان کے نظام تربیت میں سر فہرست رہی ہے اور یہ خدا کی طرف سے ان کی ذمہ داری تھی کہ معاشرے میں جا کر لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں اور اس کے ذریعے ان کی تربیت اور اصلاح کریں؛ کیونکہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے بغیر تربیت ممکن نہیں ہے اور تربیت کے بغیر تعلیم مفید نہیں ہے۔ امیر المؤمنین فرماتے ہیں:

اما بعد! اللہ نے حضرت محمدؐ کو اس دور میں بھیجا ہے جب عرب میں نہ کوئی کتاب پڑھنا جانتا تھا اور نہ نبوت اور وحی کا ادعا کرنے والا تھا۔ آپ نے اطاعت گذاروں کے سہارے نافرمانوں سے جہاد کیا کہ انہیں منزلِ نجات کی طرف لے جانا چاہتے تھے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہدایت دے دینا چاہتے تھے۔ جب کوئی تھکا ماندہ رک جاتا تھا اور کوئی لوٹا ہوا ٹھہر جاتا تھا تو اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے کہ اسے منزل تک پہونچا دیں مگر یہ کہ کوئی ایسا لاخیر ہو جس کے مقدر میں ہلاکت ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے لوگوں کو مرکز نجات سے آشنا بنا دیا اور انہیں ان کی منزل تک پہونچا دیا ان کی چکی چلنے لگی اور ان کے ٹیڑھے سیدھے ہو گئے۔[2]

آیت اللہ مصباح یزدی اپنی کتاب درسِ عقائد کے عصمت انبیاء پر عقلی دلائل کے بحث میں فرماتے ہیں: "عصمت انبیاء علیہم السلام پر دوسری عقلی دلیل یہ ہے کہ وہ وحی کو لوگوں تک پہنچانے اور انہیں راہِ مستقیم کی طرف ہدایت کرنے کے علاوہ ان پر لوگوں کی تربیت اور تزکیہ کی بھی ذمہ داری ہے تاکہ

[1] ۔ سورہ جمعہ ۲

[2] ۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، خطبہ ۱۰۴

وہ مستعد افراد کو کمال کے آخری منازل تک لے جائیں یا ایک دوسری تعبیر کے مطابق تعلیم اور ہدایت کے وظیفہ کے علاوہ وظیفۂ تربیت کے بھی ذمہ دار ہیں اور وہ بھی ایسی تربیت جو سماج کے برجستہ اور عاقل حضرات کو بھی شامل ہوتی ہے۔"[1]

تزکیۂ نفس

تزکیہ نفس؛ یعنی انسانی نفس کو تمام کثافتوں اور پلیدگیوں سے پاک و صاف کرکے نفس امارہ کے ہاتھوں سے انسان کو آزاد کرنا بھی پیغمبر گرامی ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک ہے؛ کیونکہ نفس کی پاکیزگی کے بغیر جب انسان کے ہاتھ میں کوئی مقام و منصب یا مال و دولت آجائے تو انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ تمام جھگڑا فساد اور اختلافات کی جڑ بھی یہی خود خواہی اور تزکیہ نفس کا نہ ہونا ہے؛ لہٰذا سب سے پہلے نفس کی پاکیزگی ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے: "ویزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة---"

اسی لیے پروردگار عالم نے لوگوں کے تزکیہ نفس کے لیے انبیاء کا انتخاب کیا جو خود معصوم ہیں؛ تاکہ لوگوں کو اُن پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ مل سکے۔ جس کا بہترین مصداق ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکت ہے۔ آپ کی بعثت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: "ویزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة ---"

آپؐ نے لوگوں کا اس طرح سے تزکیہ کیا کہ جو لوگ ایک زمانے میں ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے یہی لوگ آپ کی تبلیغ اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے نتیجے میں آپس میں اتنے قریب ہو گئے، آپس میں ایسی محبت پیدا ہو گئی کہ ایک دوسرے کی خاطر خون دینے لگے اور ایک دوسرے کے لیے جان دینے لگے۔

ظلم سے نجات

کسی بھی ملت کی نابودی کے اسباب میں سے ایک سبب ظلم ہے۔ جس معاشرے کے اندر ظلم عام ہو جائے اور طاقتور لوگ کمزوروں پر رحم نہ کریں تو وہ معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے؛ اسی لیے حدیث

---

[1] ۔ مصباح یزدی، ترجمہ درسِ عقائد، ص ۲۶۴

میں آیا ہے کہ حکومت کفر کے ساتھ چل سکتی ہے؛ لیکن ظلم کے ساتھ نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کی بعثت کے فلسفے میں سے ایک فلسفہ ظلم سے نجات اور لوگوں کے اندر ظالموں اور جابروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرأت پیدا کرنا ہے۔

اسی مطلب کی طرف امیر المؤمنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں اشارہ فرماتے ہیں:

"وفی ایدینا بعد فضل النبوۃ التی أذللنا بھا العزیز و نعشنا بھا الذلیل" اس کے بعد ہمارے ہاتھوں میں نبوت کا شرف ہے جس کے ذریعے ہم نے باطل کے عزت داروں کو ذلیل بنایا ہے اور حق کے کمزوروں کو اوپر اٹھایا ہے۔[1] ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> اللہ نے آپ (رسول اکرمؐ) کے ذریعہ کینوں کو دفن کر دیا اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیے ہیں۔ لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور کفر کی برادری کو منتشر کر دیا ہے اہل ذلت کو عزیز بنا دیا ہے اور کفر کی عزت پر اکڑنے والوں کو ذلیل کر دیا ہے۔ آپ کا کلام شریعت کا بیان ہے اور آپ کی خاموشی احکام کی زبان۔[2]

عرب جاہلیت دور میں بہت سارے لوگ باطل کے عزت دار تھے یہ لوگ جب کوئی غلطی یا گناہ کرتے تھے تو کوئی ان سے انتقام لینے والا نہیں ہوتا تھا؛ لیکن جب کسی کمزور اور غریب شخص سے معمولی غلطی بھی سرزد ہوتی تھی تو فوراً انتقام لیتے تھے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر ان تمام امتیازات کو ختم کر کے سب کو یکساں کر دیا اور عدل و مساوات قائم کر کے سب کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

قیامِ عدل

معاشرے میں موجود ناانصافیوں کو ختم کرنا اور غربت و امارت، زبان و ثقافت، رنگ و نسل اور دوسرے خود ساختہ امتیازات کو ختم کر کے لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کا قیام اور ظلم و ستم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا بھی فلسفہ بعثت رسول گرامی و دیگر انبیاء میں سے ایک ہے۔ قرآن کریم بعثت انبیاء کے اس فلسفے کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

---

[1]۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، مکتوب ۱۷

[2]۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، خطبہ ۹۶

"لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ"

بتحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تاکہ لوگ عدل قائم کریں۔[1]

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ"

اور ہر امت کے لیے ایک رسول (بھیجا گیا) ہے، پھر جب ان کا رسول آتا ہے تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان پر کوئی ظلم روا نہیں رکھا جاتا۔[2]

لہٰذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینے کے اندر اسلامی حکومت تشکیل دینے کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک مقصد یہی عدالت اجتماعی کا قیام تھا؛ اسی لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی حکومت بنائی تو سب سے پہلے معاشرے کے اندر عدل و انصاف کا قیام کر کے ظلم و ستم کی چکی میں پسے ہوئے لوگوں کو نجات دلائی اور ظالم و جابر لوگوں کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپؐ کے بعد آپ کے برحق جانشین امیر المؤمنینؑ نے بھی آپؐ کی سیرت طیبہ پر عمل کرتے ہوئے ظلم و ستم کے خلاف اور عدل و انصاف کے قیام کی خاطر قیام کیا چنانچہ جب ابن عباسؓ سے آپؑ نے اپنے پھٹے پرانے کفش کے بارے میں سوال کی کہ اے ابن عباس اس کفش کی کیا قیمت ہو گی؟ تو ابن عباس نے کہا کچھ نہیں مولا! تو آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ مجھے تمہاری حکومت سے بھی زیادہ عزیز ہے مگر یہ کہ حکومت کے ذریعہ میں کسی حق کو قائم کر سکوں یا کسی باطل کو دفع کر سکوں۔[3]

---

[1]. سورہ حدید، آیت ۲۵

[2]۔ سورہ یونس، آیت ۴۷

[3]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۳۳

کمالِ بشر

انسان اپنے علاوہ دوسری تمام مخلوقات کی نسبت سے ایک مافوق مخلوق ہے۔ یہ دوسری مخلوقات کی طرح صرف مادی اور دنیاوی زندگی کا مالک نہیں؛ بلکہ زندگانی دنیا کے ساتھ ساتھ ایک اور زندگی کا بھی مالک ہے جو اس سے بالاتر اور جاودانی ہے اور وہ زندگی، دنیا کی زندگی کے بعد اسے حاصل ہوگی اور اُس زندگی کو حاصل کرنے کے لیے دنیوی زندگی ایک مقدمہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں پروردگار عالم نے انسان کے اندر وہ کمالات اور استعدادات رکھی ہیں جو کسی اور مخلوق کے اندر نہیں رکھیں اور پیغمبر اکرمؐ سمیت دوسرے تمام انبیاء کی بعثت کا ایک ہدف انسان کو اس کے کمالات سے آگاہ کرکے ایک الٰہی انسان میں تبدیل کرنا ہے۔ اسی بارے میں امامؒ فرماتے ہیں:

> "تمام انبیاء کی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو وہ راہ دکھائی جائے جس پر قدم اٹھانا انسان کے لیے ناگزیر ہے۔ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی اس عالم مادہ سے ایک اور عالم کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اگر وہ خود سر اور ضدی ہو تو وہ ایک حیوانی وجود کے ساتھ اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف سفر کر جائے گا؛ لیکن اگر وہ انبیاء کے بتائے ہوئے راستے پر قدم اٹھائے تو نہ صرف یہ کہ انسانیت کی تکمیل ہوگی؛، بلکہ وہ جتنی زیادہ اطاعت کرے گا اس کی انسانیت اتنی ہی زیادہ ترقی کرے گی۔
>
> تمام انبیاء کی کوششیں صرف اسی لیے تھیں کہ انسان کی تعمیر، اس کی قوتوں کی تعدیل اور اسے ایک مادی انسان کے دائرے سے نکال کر الٰہی انسان میں تبدیل کریں اور اسی عالم مادہ میں اس کی تربیت کریں۔ انبیاء اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اس دنیا کو الٰہی دنیا بنائیں؛ یعنی جس جہت و زاویے سے اسے دیکھیں اس میں الٰہیت کو ہی پائیں۔"[1]

اسی لیے پیغمبر گرامی ﷺ نے ہر طرح کی مشکلات اور زحمتوں کو برداشت کر کے اس عرب معاشرے کو ایک متمدن اور الٰہی معاشرے میں تبدیل کر دیا اور اسے کمال و سعادت کا راستہ دکھا

[1] ۔ امام خمینی کی نگاہ میں تعلیم و تربیت، ص/۶۰ نقل از صحیفہ امام، ج۹، ص۱۱

دیا جو ہر لحاظ سے پست اور گراہوا تھا، جس میں زندگی گزارنے والوں کو نہ حلال و حرام کا علم تھا اور نہ اچھے برے کی تمیز، نہ ان میں اقدار نامی کوئی چیز تھی اور نہ اخلاق۔ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے تھے، ناہموار اور زہریلے سانپوں کے درمیان زندگی گزارتے تھے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر کئی سال جھگڑتے رہتے تھے اور اپنی لخت جگر بیٹیوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے زندہ در گور کرتے تھے۔

ظلمت سے رہائی

لوگوں کو جہالت اور نادانی کی تاریکیوں سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لے جانا اور صراط مستقیم پر گامزن کرنا بھی بعثت انبیاء کے فلسفوں میں سے ایک ہے۔ پروردگار عالم، صاحبان ایمان کا ولی ہے جو انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے؛ جبکہ کافروں کا ولی طاغوت ہے اور طاغوت کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کی روشنی سے نکال کر ظلمتوں اور تاریکیوں کی طرف لے جائے؛ لیکن مؤمنوں پر طاغوت اور شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا؛ لہٰذا وہ کافروں کو ظلمت کی طرف لے جاتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی کسی کے خلاف بد دعا نہیں کی؛ بلکہ ہمیشہ یہی دعا فرمائی کہ پروردگارا میری قوم کی ہدایت فرما! درحالیکہ لوگوں نے آپ کو اتنی اذیتیں دیں جو سابقہ امتوں نے کسی بھی نبی کو نہیں دی تھیں۔ کبھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے، کبھی آوارہ بچوں کو ورغلا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسوائے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچرا پھینکا۔ الغرض آپؐ نے ہر طرح کی مصیبتیں اٹھائیں؛ لیکن اس سب کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اُن کے لیے نرم تھا اور ان پر گزرنے والی سختیاں اُن سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ سخت گزرتی تھیں۔
جس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت لوگ مختلف راستوں پر گامزن تھے، گمراہی کی تاریکیوں میں سرگرداں تھے اور اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے مختلف چیزوں کو معبود تصور کر رہے تھے، ہر سمت ظلم و ستم کا دور دورہ تھا، ناہموار پتھروں اور زہریلے سانپوں کے درمیان زندگی گزارتے تھے، معمولی معمولی باتوں پر کئی کئی سال لڑتے جھگڑتے تھے اور ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے۔[۱]

---

[۱]۔ جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ اردو ترجمہ و حواشی، خطبہ ۲۶

لیکن پیغمبر اکرم ﷺ نے اسی معاشرے کے اندر ایک انقلاب برپا کیا اور اس تاریک اور پست معاشرے کو فرش سے عرش پر پہنچا دیا اور ایک دوسرے کے درمیان اخوت اور برادری کا ایک نمونہ قائم کیا کہ جو لوگ کل تک ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے وہ آج ایک دوسرے اتنے قریب ہوئے کہ ایک دوسرے کے لیے خون دینے لگے، جو لوگ کل تک اپنی بنائی ہوئی بے جان چیزوں کو معبود تصور کر رہے تھے اب ایک عظیم معبود کی عبادت کرنے لگے ہیں اور جو لوگ کل تک جہالت کی تاریکیوں کو سرگرداں تھے اب ہدایت کی روشنی سے منور ہونے لگے ہیں چنانچہ سورہ مبارکہ ابراہیمؑ میں ارشاد ہوتا ہے:

الر ۚ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ[1]

الف لام را، یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے اذن سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، غالب آنے والے قابل ستائش اللہ کے راستے کی طرف۔

عقل و فطرت کی بیداری

بعثت کے اہداف و مقاصد میں سے ایک اہم ہدف انسانی فطرت اور عقل کو بیدار کرنا ہے۔ انسان اس دنیا میں آنے کے بعد مادیات کی طرف زیادہ توجہ اور خواہشات نفسانی کی وجہ سے اس کی عقل اور فطرت آہستہ آہستہ پردے میں چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بہت ساری حقیقتوں کو نہیں دیکھ پاتا ہے لہٰذا ایسے میں ایک ایسے بیدار فطرت و عقل، پاک و پاکیزہ اور معصوم انسان کی ضرورت ہے جو اس کی مردہ ضمیر کو زندہ کرے اور پردے میں پڑی عقل و فطرت کو بیدار کرے تاکہ بہت سی چیزوں کی حقیقت کو درک کر سکے۔ اس بارے میں مولائے کائنات فرماتے ہیں: "پروردگار نے ان کے درمیان رسول بھیجے۔ انبیاء کا تسلسل قائم کیا تاکہ وہ ان سے فطرت کی امانت کو واپس لیں اور انہیں بھولی ہوئی نعمت پروردگار کو یاد دلائیں تبلیغ کے ذریعہ ان پر اتمام حجت کریں اور ان کی عقل کے

[1] سورہ ابراہیم، آیت ۱

دفینوں کو باہر لائیں اور انہیں قدرتِ الٰہی کی نشانیاں دکھلائیں۔"[1] امام کاظم علیہ السلام بھی اسی حوالے سے فرماتے ہیں کہ اے ہشام پروردگار عالم نے انبیاء کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس لیے کہ بندگان اپنے پروردگار کے بارے میں غور و فکر اور تعقّل کریں۔۔۔اے ہشام بے شک بندوں پر پروردگار عالم کی دو حجتیں ہیں: حجت ظاہری اور حجت باطنی حجت ظاہری انبیاء ہیں جبکہ حجت باطنی عقل ہے۔[2]

انسانوں کی ہدایت میں پیغمبروں کا کام یہ ہے کہ دینِ خدا کی تبلیغ، کتاب و حکمت کی تعلیم، آیات الٰہی کی تلاوت کے ذریعہ توحید پرستی کی فطرت کو لوگوں میں بیدار کریں اور تعلیمات و معارف الٰہی کو جو کہ فطرت کے مطابق ہے، لوگوں تک پہنچادیں۔[3]

طاغوت سے نجات

بعثت رسول اکرم کا ایک اہم ترین فلسفہ لوگوں کو طاغوت اور جابر و ظالم افراد کے ہاتھوں سے نجات دلانا تھا۔ تاکہ انسان، انسان کی بندگی سے نکل کر معبود حقیقی کی بندگی میں آجائے قرآن کریم اس بارے میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ---

اور بتحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو۔۔۔[4]

اسی لیے ہر دور میں ہر نبی نے طاغوت کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا اور لوگوں کو عملا بتادیا کہ تنہا ہو یا جمعیت کے ساتھ، طاغوت کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوں۔ قرآن نے بھی اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۖ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

---

[1]۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

[2]۔ کلینی، اصول کافی، ج ۱، ص ۵۹ و ۵۰

[3]۔ محامد، علی، درآمدی بر نبوت و شخصیت پیامبر اعظمؐ، ص ۲۷۶

[4]۔ سورہ نحل: ۳۶

کہد یجئے: میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے اٹھ کھڑے ہو ایک ایک اور دو دو کر کے پھر سوچو کہ تمہارے ساتھی میں جنون کی کوئی بات نہیں ہے، وہ تو تمہیں ایک شدید عذاب سے پہلے خبر دار کرنے والا ہے۔[1]

یعنی طاغوت سے مقابلہ کرنے کے لیے تنہائی کا بہانہ نہ کرو، تعداد کی کمی اور کمزوری کا بہانہ نہ کرو کیونکہ تاریخ میں اکثر اوقات کم لوگ زیادہ لوگوں پر غالب آئے ہیں۔ اسی لیے جب فرعون اٹھا تو موسیٰ بھی اٹھے، نمرود اٹھا تو ابراہیم اٹھے، ابوجہل اور ابوسفیان اٹھے تو ہمارے نبی حضرت محمدؐ اٹھے، یزید اٹھا تو شبیرؑ اٹھے۔ پروردگار کی یہ سنت تا قیامت تک باقی رہے گی۔ اس بات کو علامہ اقبالؒ اس طرح شعر میں پروتے ہیں:

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید   این دو قوت از حیات آمد پدید

آج اگر مسلمان پیغمبر اکرمؐ کی بعثت کے اہداف کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تو مسلمان اتنی تعداد میں ہونے کے باوجود دنیا کے کونے کونے میں دشمنان اسلام کے ہاتھوں اسیر اور مظلوم نہ ہوتے، بلکہ عزت کی زندگی گزارتے۔ خاص طور پر مسلمان حکمران استعمار کا آلہ کار بننے کے بجائے ان سے مقابلہ کرتے۔ لیکن بد قسمتی سے آج اسلامی ممالک صرف نام کے حد تک مسلمان ہیں وگرنہ کس میں جرأت ہوتی کہ آئے روز فلسطین و کشمیر و عراق و سوریہ اور دیگر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کا خون بہائے۔

نتیجہ

رسول اکرمؐ کی بعثت کے اہداف و مقاصد میں خدائے یکتا کی پرستش، شرک و بت پرستی کی نفی، تعلیم و تربیت، تزکیہ نفس، مکارم اخلاق کی ترویج، طاغوت سے انکار اور اطاعت و عبادت وغیرہ شامل ہے یعنی ایک ایسے الٰہی اور اسلامی معاشرے کا قیام ہے جس میں انسان مکمل طور پر ایک ہی خالق کے سامنے سر بسجود ہو اور معاشرے میں عدل کا بول بالا ہو، ظلم و ستم کا خاتمہ ہو، ہر قسم کی پلیدگی، آلودگی

[1]۔ سورہ سبا: ۴۶

اور پستی سے پاک و پاکیزہ ہو، ایمان و اخلاق، تقویٰ و پرہیز گاری، اخوت و بھائی چارہ گی، محبت و الفت اور کمال و سعادت سے مزیّن ہو۔

مصادر و منابع

۱. قرآن مجید
۲. جوادی، ذیشان حیدر، نہج البلاغہ ترجمہ و حواشی، امامیہ پبلیکشنز، لاہور
۳. کلینی، یعقوب، اصول کافی، ناشر انتشارات اسوہ، چاپ دوم، ۱۳۷۲ھ ش
۴. موسوی، روح اللہ، آئین انقلاب اسلامی، ناشر مؤسسہ تنظیم، نشر آثار امام خمینیؒ
۵. مصباح یزدی، درسِ عقاید، مترجم ضمیر حسین بہاولپوری، اشر مجمع جہانی اہل بیتؑ، طبع اول ۱۴۲۷ھ
۶. موسوی، روح اللہ، امام خمینیؒ کی نگاہ میں تعلیم و تربیت، مؤسسۂ تنظیم و نشرِ آثار امام خمینیؒ، چاپ ششم ۱۳۸۹ش
۷. خمینیؒ موسوی، روح اللہ، صحیفہ نور، ناشر مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینیؒ، چاپ چہارم، آبان ۱۳۹۵
۸. سنجری، غلام علی، درسنامہ عقائد اسلامی، مرکز آموزش زبان و معارف اسلامی، زمستان ۱۳۹۵ش
۹. محامد، علی، درآمدی بر نبوت و شخصیت پیغمبر اعظمؐ، ناشر انتشارات زائر، چاپ اول، زمستان ۱۳۸۹